8

رمضان اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے

اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ

اس مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو خاص طور پر سنتا اور قبول کرتا ہے

(فرمودہ 21 مارچ 1958ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔1

اس کے بعد فرمایا:

"یہ آیت قرآن کریم میں روزوں کے متعلق آتی ہے اور روزوں کے دن کل سے شروع ہونے والے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا وہ روزہ رکھیں گے اور رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ آیت جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اس میں بھی روزوں کی برکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ رمضان کے ایام میں خاص طور پر دعائیں قبول ہوتی ہیں

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب آ جاتا ہے۔ دوسرے ایام کے متعلق تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا ہے کہ صبح اور عصر کی نمازوں میں خدا تعالیٰ کے ملائکہ اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ بندوں کا ذکر اٹھا کے خدا تعالیٰ تک لے جاتے ہیں2 اور تہجد کے وقت کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ آسمان سے اُتر آتا ہے اور وہ بندوں سے کہتا ہے کہ جو کچھ تم مانگنا چاہتے ہو مجھ سے مانگو3 لیکن قرآن کریم بتاتا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ یہ چیز رمضان میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ایام میں سحری کے وقت اُٹھنے کی وجہ سے تہجد کا موقع زیادہ ملتا ہے اور عام طور پر جو لوگ تہجد پڑھنے میں سُست ہوتے ہیں وہ بھی ان ایام میں سحری کھانے کے لیے اٹھتے ہیں اور تہجد پڑھ لیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِن دنوں میں مَیں اپنے بندوں کے قریب ہو جاتا ہوں اور ہر اخلاص کے ساتھ دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری باتوں کو سنے اور ان پر عمل کرے۔ دوستی ایک طرف کی نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دوستی دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ میں اُن کی دعائیں تو سنوں گا مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھی میرے احکام پر لبَّیک کہیں۔ یعنی جو احکام میں ان کو دوں وہ ان کو قبول کریں۔ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ اور خالی لبَّیک نہ کہیں بلکہ یقین رکھیں کہ ہم جو دعا کر رہے ہیں وہ ضرور قبول ہوگی۔

وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ میں جس ایمان کا ذکر ہے اس سے مُراد خالی ایمان نہیں کیونکہ اگر کسی دل میں ایمان نہیں ہوگا تو وہ روزہ کیوں رکھے گا اور دعائیں کیوں کرے گا۔ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ کے معنے یہ ہیں کہ وہ توکّل کرے اور میرے متعلق یقین رکھے کہ میں اُس کی دعائیں ضرور سنوں گا اور اسے ناکام و نامراد نہیں رکھوں گا۔ اِس یقین کے ساتھ جو شخص دعا کرے وہی ''الدَّاع'' کہلانے کا مستحق ہے اور اس کی دعا سنی جاتی ہے۔ اور پھر جو توکّل کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ میری ضرور سنے گا اُس کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجہ کے کمالاتِ روحانیہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ اور ''لَعَلَّ'' کے متعلق لغت والے لکھتے ہیں کہ جب یہ لفظ خدا تعالیٰ کے لیے بولا جائے تو اُس وقت اس کے معنے یقین کے ہوتے ہیں۔ پس لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ کے یہ معنے ہیں کہ اگر ان کے دل میں یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ ان کی دعائیں ضرور سنے گا تو خدا ان کی دعاؤں کو یقینی طور پر قبولیت عطا فرمائے گا۔ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عبادت کرتے وقت ہر

انسان کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم سے کم وہ یہ سمجھے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔4
اب خدا تعالیٰ کے دیکھنے کے یہی معنے ہیں کہ وہ اُس کے قریب ہو جاتا ہے ورنہ دیکھ تو وہ عرش سے بھی رہا ہے۔ درحقیقت اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کے اتنے قریب آ جاتا ہے کہ انسان یہ یقین کرنے لگ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے بلکہ اُس سے ترقی کر کے وہ اس مقام کو بھی حاصل کر لیتا ہے جس میں وہ خود بھی خدا تعالیٰ کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔

پس یہ دن نہایت رحمتوں اور برکتوں کے ہیں۔ چاہیے کہ آپ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں۔ میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ جن دنوں جماعت کے دوست میری صحت کے لیے خاص طور پر دعائیں کرتے ہیں میری صحت اچھی ہو جاتی ہے۔ جب سے ہم جابہ سے آئے ہیں میری صحت گرتی جا رہی ہے۔ درمیان میں جلسہ کے قریب میری صحت کچھ اچھی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقاریر کر لیں مگر اس کے بعد میری صحت گرتی چلی گئی۔ اس لیے جو باتیں میں پہلے آسانی سے کر لیتا تھا وہ میں اب نہیں کر سکتا۔ اب کے میں علاج کے لیے کراچی گیا تو وہاں کے ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد جو نسخہ مجھے استعمال کے لیے بتایا اُس سے مجھے کسی قدر فائدہ ہوا مگر اس کے بعد جو دوسرا نسخہ انہوں نے استعمال کے لیے بتایا تھا وہ میں نے پہلی دفعہ 15 مارچ کو استعمال کیا تھا اور آج 21 تاریخ ہے مگر میری ٹانگ کی خرابی دور نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ سبق دیا ہے کہ یہ چیز ہمارے فضل اور جماعت کی دعاؤں سے وابستہ ہے ڈاکٹروں کے علاج سے یہ کام نہیں بنے گا۔ پس جہاں دوست روزے رکھیں وہاں وہ اِس بات کے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صرف سانس لینے والی زندگی نہ دے بلکہ ایسی زندگی دے جس میں مَیں اسلام کی کوئی خدمت کر سکوں۔ سانس لینے والی زندگی تو مجھے اس بیماری میں بھی حاصل ہے۔ اگر میں بیماری کی وجہ سے لیٹا ہوا ہوتا ہوں اور کوئی میرے پاس آ جاتا ہے تو میں اس سے باتیں کر لیتا ہوں لیکن یہ نہیں کہ میں کوئی کام کر سکوں۔ مثلاً کل مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول والوں نے اپنی مسجد کے افتتاح کے لیے بلایا لیکن بیماری کی وجہ سے میں وہاں نہیں جا سکا۔ آج مجھے ہسپتال والوں کی طرف سے بلایا گیا ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ میں وہاں جا سکوں گا یا نہیں۔ پس کام کرنے والی زندگی اَور ہوتی ہے اور خالی سانس لینے والی اَور ہوتی ہے۔

سلطان ٹیپو کے متعلق تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب وہ آخری دفعہ انگریزوں سے لڑا اور لڑتے لڑتے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور اُسے گولی لگی تو وہ خندق میں اندر کی طرف گر گیا۔ اُس وقت اُس کے چند جانباز سپاہی انگریزوں سے لڑتے لڑتے مارے گئے اور اُس پر گر گئے۔ دوسری طرف سے انگریزی فوج اندر داخل ہوگئی اور اُس نے حکم دیا کہ ٹیپو کی لاش تلاش کی جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ باہر تو جانباز سپاہی دشمن سے لڑتے رہے اور محل کے اندر عورتوں نے انگریزوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب انگریزی فوج محل کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا محل کے اندر دیکھو شاید وہ زخمی ہوکر اندر نہ پڑا ہو لیکن جب انہوں نے محل کے اندر جھانکا تو سارا صحن عورتوں کی لاشوں سے بھرا ہوا تھا۔ تب انہوں نے کہا واقع میں یہ بہت بڑا شخص تھا کہ اس کے لیے ہزاروں عورتوں نے قربانی کر کے اپنی جانیں دے دیں۔ اِس خیال سے کہ شاید ٹیپو زخمی ہوکر اندر آئے تو ہم اُس کی مدد کر سکیں شہر کی عورتیں محل کے اندر جمع ہوگئی تھیں اور جب انگریز محل میں داخل ہوئے تو وہ ساری کی ساری ان سے لڑتی ہوئی ماری گئیں۔

پھر انگریزوں نے اپنے غصہ کو اِس طرح نکالا کہ اپنے کُتوں کا نام انہوں نے ٹیپو رکھنا شروع کر دیا۔ یہ نام کسی زمانہ میں اِس قدر عام تھا کہ ہم جب بچے تھے تو سمجھتے تھے کہ شاید ''ٹیپو'' کے معنے ہی کُتے کے ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک کُتا ہمارے دروازہ پر آیا۔ میں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرہ میں حضرت صاحب تھے۔ میں نے اُس کُتے کو اشارہ کیا اور کہا ٹیپو، ٹیپو، ٹیپو! حضرت صاحب بڑے غصہ سے باہر نکلے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریزوں نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کُتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کُتے کو ٹیپو کہتے ہو! خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ میری عمر اُس وقت شاید آٹھ نو سال کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا جب سے میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہوگئی اور میں نے سمجھا کہ سلطان ٹیپو کی قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ خدا تعالیٰ نے اُس کے نام کو اِتنی برکت دی کہ آخری زمانہ کا مامور بھی اُس کی قدر کرتا تھا اور اس کے لیے غیرت رکھتا تھا۔ میں نے یہ ذکر اس لیے کیا ہے کہ کام کی زندگی ہی قابلِ ذکر ہوتی ہے۔

جب ٹیپو سلطان گولی کھا کر فصیل سے نیچے گرا تو اُس کے دو جانثار سپاہی اُس کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا حضور! انگریزی فوج محل کی طرف آ رہی ہے اور آپ شدید طور پر زخمی ہو چکے ہیں آپ ہمارے ساتھ آئیں تا کہ ہم کسی طرح آپ کو قلعہ سے نکال دیں۔ اِس پر

ٹیپو سلطان نے بڑے جوش میں کہا کہ گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے شیر کی دو گھنٹے کی زندگی اچھی ہوتی ہے۔5 میں گیدڑ کی سی زندگی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مجھے گیدڑ کی سو سال کی زندگی کی ضرورت نہیں مجھے شیر کی سی دو گھنٹے کی زندگی زیادہ پیاری ہے۔ اگر میں دو گھنٹے تک یہاں لڑ سکتا ہوں اور شیر کی مثال قائم کر سکتا ہوں تو یہ دو گھنٹے کی زندگی مجھے زیادہ پیاری ہے اور سو سال کی زندگی مجھے پیاری نہیں۔

میرے دل میں بھی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جتنی زندگی دے وہ کام والی زندگی دے جس میں مَیں اسلام کی خدمت کروں اور اس کی ترقی اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ خالی سوچنے والا دماغ کافی نہیں۔ فعّال ہاتھ ہوں، فعّال ٹانگیں ہوں جن سے انسان ہر موقع پر عملاً خدمتِ دین کر سکے یہ اصل زندگی ہے۔ خالی دماغ کا چلتے رہنا اصل زندگی نہیں کیونکہ دماغ تو بعض اوقات ایسی بیماریوں میں بھی جن میں انسان بیہوش ہوتا ہے کام کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ فالج کے حملہ کے بعد میری بیوی نے مجھے بتایا کہ جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا ہے تو آپ جلدی جلدی بعض ہومیو پیتھک دواؤں کے نام لیتے جاتے تھے جو فالج کے لیے مفید ہوتی ہیں اور کہتے تھے کہ مجھے فلاں دوائی پلاؤ فلاں دوائی پلاؤ۔ اب دیکھو اُس وقت اگرچہ میں بیہوش تھا مگر بیہوشی میں بھی میرا دماغ کام کر رہا تھا اور میں اُن دواؤں کے نام لے رہا تھا جن کے متعلق ہومیو پیتھک والوں کا خیال ہے کہ ان سے فالج کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو خالی دماغ کا کام کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایسی زندگی کی بھی ضرورت ہے جس میں انسان کو فعّال طاقت حاصل ہو۔ اُس کے ہاتھ بھی کام کریں، پاؤں بھی کام کریں اور سارا جسم خدمت کا بوجھ اُٹھا سکے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ کا دماغ کام کر رہا تھا لیکن جسم کمزور ہو چکا تھا۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو مسجد میں پیغام بھیجا کہ نماز پڑھا دیں۔ پہلے آپؐ بیماری میں بھی باہر آتے رہتے تھے۔ اس لیے جب صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھتا دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تکلیف ہے۔ ایک دن آپ آہستہ آہستہ اُس کھڑکی تک آئے جو مسجد میں کھلتی تھی تا کہ آپ اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کو دیکھ سکیں۔ جب آپ نے پردہ اُٹھا کر مسجد میں جھانکا تو صحابہؓ نے خیال کیا کہ شاید آپؐ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لا رہے ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑکی کا پردہ گرا دیا اور چارپائی پر جا کر

لیٹ گئے۔ اس کے بعد پھر آپ کو اُٹھنا نصیب نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔6

تو دیکھو آپ کا دماغ وفات تک کام کر رہا تھا مگر آپ کی فعّال زندگی اُس وقت تک ہی رہی جب آپ نے آخری حج کیا۔ حجۃ الوداع تک آپؐ کو فعّال زندگی ملی مگر اس کے بعد آپ کو فعّال زندگی نصیب نہیں ہوئی۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ آپ کی وفات نمونیا (PNEUMONIA) سے ہوئی ہے۔ تو دیکھو آپ کا دماغ بیماری کی حالت میں بھی کام کر رہا تھا۔ اس لیے آپ کمرہ سے باہر آگئے اور کھڑکی کا پردہ اُٹھا کر مسجد کے اندر جھانکا مگر جب آپ نے دیکھا کہ لوگ آپؐ کے لیے بیتاب ہو رہے ہیں تو آپ نے خیال فرمایا کہ مجھے دیکھ کران کو اَور صدمہ ہوگا اس لیے آپ اندر تشریف لے گئے اور واپس جا کر چار پائی پر لیٹ گئے۔ بعد میں آپ کو چار پائی سے اُٹھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ آپ بیماری میں بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہاں! اشاروں سے کام لے سکتے تھے۔ اِس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دماغ اُس وقت تک کام کر رہا تھا۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ایک دن مسواک لیے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر ایسا اشارہ کیا جس سے حضرت عائشہؓ نے سمجھا کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مسواک لی۔ پھر آپ نے اشارہ کیا کہ میرے دانت چبا نہیں سکتے تم اپنے دانتوں سے چبا کر دو۔ چنانچہ انہوں نے مسواک چبا کر آپ کی خدمت میں پیش کی۔7

غرض وفات تک آپ کا دماغ کام کرتا رہا مگر آپ کی فعّال زندگی کا ثبوت جس میں آپ کے ہاتھ اور پاؤں بھی کام کرتے رہے حجۃ الوداع تک ملتا ہے۔ آپ خود سب لوگوں کو ساتھ لے کر گئے اور انہیں حج کروایا۔ بلکہ ایک موقع پر ایسا ہوا کہ آپ کی سواری نے ٹھوکر کھائی اور آپ گر گئے اور مستورات بھی جو آپ کے ساتھ سوار تھیں گر گئیں۔ ایک انصاریؓ نے اونٹ پر سے چھلانگ لگا دی اور وہ آپ کی طرف دوڑے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! خدا تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے! آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ عورتیں کمزور ہوتی ہیں اُن کی طرف جاؤ اور اُن کو اُٹھانے کی کوشش کرو۔8 یہ فعّال زندگی تھی جس میں آپ سمجھتے تھے کہ گو میں گر گیا ہوں مگر اب بھی میں طاقت رکھتا ہوں کہ کھڑا ہو جاؤں۔ ضرورت عورتوں کی مدد کی ہے جو آپ کھڑی نہیں ہو سکتیں۔

پس اگر دوستوں کی دعائیں ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑے ہی دنوں میں افاقہ ہونا شروع

ہو جائے گا اور وہ تکلیف جو اکتوبر میں شروع ہوئی تھی وہ آپ ہی آپ مِٹ جائے گی۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ وہ مُردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے اور جو خدا مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے وہ زندوں کو طاقت کیوں نہیں دے سکتا۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم اُس سے مانگیں اور اُس کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا، ڈھونڈو تو پاؤ گے، دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا"۔9 پس خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے۔ ایک معمولی آدمی جس کے پاس تھوڑے سے پیسے ہوتے ہیں جب کوئی فقیر اُس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ بھی اُس کے پیالہ میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو صاحبُ العرش ہے اور دنیا جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر کوئی اُس کا دروازہ اخلاص کے ساتھ کھٹکھٹائے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کے پیالہ میں کچھ نہ ڈالے۔ وہ ضرور ڈالے گا اور ضرور اُس کو شاد و خرّم واپس کرے گا تا کہ وہ اپنے ربّ کی طاقتوں پر پہلے سے بھی زیادہ ایمان لائے اور دوسرے انسان جن کو خدا تعالیٰ کی طاقتوں پر یقین نہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کر سکے۔ پس خدا تعالیٰ پر توکّل رکھو اور اِن ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو"۔ (الفضل یکم اپریل 1958ء)

---

1 : البقرۃ: 187

2 : بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ العصر

3 : بخاری کتاب التہجد بَاب الدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

4 : بخاری کتاب الایمان باب بَاب سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ (الخ)

5 : وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف زیرعنوان "ٹیپو سلطان" میں "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے" کے الفاظ ہیں۔

6 : بخاری کتاب الاذان باب اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ۔

7 : بخاری کتاب المغازی باب مرض النَّبی صلی اللہ علیہ وسلم وَوَفَاتِہٖ۔

8 : بخاری کتاب الجہاد والسّیر باب ما يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

9 : متی باب 7 آیت 7